نظرات

۱۲ مئی ۱۹۸۴ء کو ملّتِ اسلامیہ کی عظیم و مخلص ہستی مفکرِ ملت حضرت مولینا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی کی وفات نے عالمِ اسلام خصوصاً مسلمانانِ ہند کے درمیان میں ایسا خلاء پیدا کیا ہے کہ جو ابھی تک پورا نہ ہوسکا۔ اس سال ان کی ساتویں برسی کے موقع پر ان کی یاد میں ایک دُعائیہ اجتماع کے موقع پر مولانا فقیہ الدین نے بالکل بجا کہا ہے کہ:

"اس دورِ پرفتن میں حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی کی ضرورت و اہمیت بڑی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔"

حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ انتہائی متین اور حد درجہ مخلص ہمدردِ قوم تھے۔ انھوں نے ہمیشہ ہی ملّت کے مفاد کو اولیت کا درجہ دیا۔ ذاتی غرض و غایت کا ان میں فقدان تھا۔ ان کے پرانے قریبی ساتھی جو ابھی ماشاء اللہ حیات ہیں یہ بات بخوبی جانتے اور سمجھتے ہیں کہ حضرت مفتی صاحبؒ آزادی کے بعد ملت اسلامیہ کے ناگفتہ بہ حالات کے پیشِ نظر سخت پریشان رہتے تھے۔

ان ہی حالات نے ان کو باوجود ضعیف العمری کے میدانِ سیاست میں بھی متحرک رکھا۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، شیخ الاسلام حضرت مولینا حسین احمد مدنیؒ، مفتی اعظم حضرت مفتی کفایت اللہؒ، سحبان الہند مولینا احمد سعیدؒ اور مجاہد ملت مولینا حفظ الرحمان سیوہارویؒ کی وفات کے صدمہ نے ملّت اسلامیہ ہند کو جس طرح یتیم بنا دیا تھا اس صدمہ کی موجودگی میں مفکر ملّت حضرت مفتی عتیق الرحمان عثمانیؒ کی شخصیت کے

سرچھوں گی، ملّتِ اسلامیہ ہند کے لئے بڑی ہی غنیمت تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی ذمہ دارانہ قیادت سے ہمیشہ ہی ملّت اسلامیہ کا بھلا ہی کیا۔ اپنی جوانی انھوں نے عالمِ اسلام کے لئے ایک ممتاز علمی اور دینی ادارہ ندوۃ المصنفین کی تعمیر وبقاء کے لئے جدوجہد وسائی جمیلہ میں لگائی اور باقی تمام عمر ادارہ ندوۃ المصنفین کی تعمیر وبقاء کے ساتھ ملّتِ اسلامیہ ہند کی خدمت میں قربان کردی۔

ملک میں جب سیکولرازم کو چیلنج کرنے کے لئے فرقہ پرست طاقتوں نے کمرکسنی شروع کی اور ملّت اسلامیہ ہند کو سخت مشکلات سے دوچار کیا تو حضرت مفتی صاحبؒ نے کانگریس کے بڑے پرانے رہنما ڈاکٹر سید محمودؒ کے اشتراک سے مسلمانانِ ہند کو ہندوستان میں ... پُرسکون اور باعزت مقام کے حصول کے لئے جہادی طور پر کام شروع کردیا۔ مجلس مشاورت کے قیام کا مقصد ونصب العین ملّت اسلامیہ ہند کی فلاح وبہبودگی اور صحیح سوچ وسمجھ کے لئے ہی عمل میں آیا تھا۔ ڈاکٹر سید محمودؒ کی وفات اور پھر ان ہی کی ٹکر کے ایک اور مخلص ہمدرد قوم ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی کی رحلت کے بعد حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ ہندوستانی مسلمانوں کے حقوق حکومت اور برادرانِ وطن سے منوانے کے لئے تنِ تنہا ہی میدان میں ڈٹے رہے۔ اپنی زندگی کے آخری سانس تک وہ ہندوستانی مسلمانوں کی رہبری ورہنمائی اور ہمدردی وفلاح وبہبودگی کے عظیم الشان کارہائے نمایاں انجام دینے میں لگے رہے۔ ان کی ناگہانی موت کے بعد۔ سات برس ہوگئے ہیں اب ڈھونڈنے سے بھی ان جیسا سچا ہمدرد، رہبر ورہنما ہندوستانی مسلمانوں کو نصیب نہیں ہوا۔

خداوند تعالیٰ جنّت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے مخلص وہمدردِ ملّت مفتی عتیق الرحمان عثمانیؒ کو۔!

وسط مدتی انتخابات کے دوران میں مدراس کے ایک انتخابی جلسہ میں تقریر کے پروگرام سے کچھ دیر پہلے ہی ہندوستان کے سابق وزیر اعظم اور انڈین نیشنل کانگریس کے

صدر جناب راجیو گاندھی ایک بم دھماکے میں لقمۂ اجل ہو گئے۔

اس وسط مدتی انتخاب کے بارے میں جہاندیدہ دانشورانِ ملک اور خود مقتول..
راجیو گاندھی یہ خدشہ و راستے ظاہر کر رہے تھے کہ اس وسط مدتی انتخاب میں زبردست تشدد
کا امکان نظر آرہا ہے۔ یہ کس کو معلوم تھا کہ جس تشدد کے امکان کا اظہار کیا جا رہا ہے وہ ملک
کی اس عظیم ہستی ہی کو اپنی منحوس لپیٹ میں لے لیگا۔ مگر انہونی ہو کر رہی اور ملک ایک ایسے
رہنما سے محروم ہو گیا جو دورِ حاضر کا ہیرو تھا اور مستقبل کی روشن قندیل، اور جس سے ملک
کو بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔

جناب راجیو گاندھی کے حادثۂ قتل میں کس پارٹی، کس گروہ، کس ملک یا کس
فرد کا ہاتھ ہے اس کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ ابھی تک کسی نے اس کی ذمہ داری
قبول نہیں کی ہے۔ عام طور پر ایل۔ ٹی۔ ٹی دہشت پسندوں پر شک ظاہر کیا جا رہا ہے۔
اور اس کے لئے اخبارات کی اطلاع کے مطابق کچھ ٹھوس ثبوت بھی جائے واردات سے ملے
ہیں جو عورت اپنے جسم پر بم باندھ دلپیٹ کر خود بھی ہلاک ہوئی ہے اور جناب راجیو گاندھی
کے ساتھ اور دوسرے تیرہ افراد کو ہلاک کرنے کا باعث بنی ہے اس کے متعلق بھی عام
قیاس یہ ہی ہے کہ وہ ایل ٹی ٹی گروہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر ابھی یہ سب قیاس آرائیاں ہی ہیں،
یقین و قطعیت سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ حکومتِ ہند نے تمام حادثۂ قتل کی تحقیقات
کے لئے بیک وقت ایک کمیشن بنا دیا ہے جو عرصہ تین ماہ میں اس سلسلے میں اپنی رپورٹ پیش
کرے گا۔ اس سے پہلے جو بھی اس سلسلے میں اظہارِ خیال کریگا وہ صرف قیاسات ہی کے زمرے
میں ہوگا اور حقیقت و یقین کا گمان کرنا عبث ہی ہوگا۔

اعظ سنہ ۱۹۸۹ء میں ہندوستانی عوام نے جس جوش کے ساتھ غیر کانگریس حکومت کے
الر قیام میں ووٹ سے تعاون دیا تھا اسے غیر کانگریسیوں نے آپسی گروہ بندی اور اپنی
امر پارٹی مفاد میں پڑ کر ناکارہ کر دیا اور جو ملک کے لئے خطرہ کا سگنل بن کر رہ گیا۔ مختصر یہ ت